www.KitaboSunnat.com

انٹرویو پینل

ڈاکٹر قاری اَحمد میاں تھانوی حفظہ اللہ سے ملاقات

شیخ القراء قاری اَحمد میاں تھانوی حفظہ اللہ کا شمار علم القراءات میں دیوبندی مکتب فکر کے نمایاں ترین لوگوں میں سے ہوتا ہے۔ آپ کلیہ القرآن الکریم، مدینہ یونیورسٹی کے نمایاں فضلاء میں سے ہیں۔ محکمہ اَوقاف کی طرف سے لجنہ تصحیح المصاحف، پاکستان کے رئیس ہیں اور پاکستان میں کلیہ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ کی طرز پر اہل دیوبند میں 'دارالعلوم الاسلامیہ' کے نام سے کامران بلاک میں ایک دینی درسگاہ کے نائب مہتمم ہیں۔ آپ کی شخصیت کے اسی پہلو کی نسبت سے رشد 'قراءات نمبر' میں ہم آپ کا انٹرویو شائع کر رہے ہیں۔ انٹرویو پینل میں کلیہ کے تین اساتذہ قاری محمد فیاض حفظہ اللہ، قاری محمد حسین حفظہ اللہ، قاری فہد اللہ حفظہ اللہ اور ثالثہ کلیہ کے احسان الٰہی ظہیر شامل تھے۔ [ادارہ]

س: آپ اپنا مکمل تعارف کروائیں۔

ج: ہندوستان میں ایک مشہور قصبہ ہے، مصطفی نگر وہاں تھانہ بھون ہے۔ تھانہ بھون وہ قصبہ ہے جہاں ۱۸۵۷ء میں مسلمانانِ ہند نے انگریز کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا اور آزادی کی تحریک شروع کی۔ اس آزادی کی تحریک میں حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ، حضرت حافظ ضامن شہید رحمہ اللہ اور حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ نے تھانہ بھون سے حصہ لیا۔ یہاں مسلمانوں نے انگریزوں کو ٹف ٹائم دیا، حتیٰ کہ انہوں نے پہلی مرتبہ توپ بنا کر انگریزوں اور ہندوؤں کے خلاف اس کا استعمال کیا اور ان کو آگے نہ بڑھنے دیا، لیکن انگریز چونکہ ایک قوت اور طاقت تھی اور مسلمان کمزور تھے تو آخر کار اس میں حافظ ضامن شہید رحمہ اللہ ہوگئے اور باقی حضرات نے اپنی پالیسی تبدیل کر لی۔ یہ تھانہ بھون کا مختصر سا تعارف ہے اکابر علماء دیوبند وہاں پیدا ہوئے، مثلاً حاجی امداد اللہ مہاجر رحمہ اللہ اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ وغیرہ۔ میرا نام اَحمد میاں تھانوی، والد کا نام مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ اور دادا کا نام مولانا فرید احمد تھانوی رحمہ اللہ ہے۔ مولانا فرید احمد تھانوی رحمہ اللہ بھی ریشمی رومال کی تحریک میں شریک تھے اور علی گڑھ یونیورسٹی میں ملازم تھے۔ مسلمانوں کی تحریکوں میں مدد اور ان کی اخلاقی، تعلیمی تربیت بھی کرتے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے لیے خاص طور پر ایسی تنظیم قائم کی جو نومسلموں کی مدد کرتی۔ والد صاحب رحمہ اللہ زیادہ عرصہ، تھانہ بھون میں رہے پھر انہوں نے مظاہر العلوم سہارنپور میں تعلیم حاصل کی۔ قیام پاکستان کے بعد میں ۲۵ نومبر ۱۹۴۷ء میں تھانہ بھون میں پیدا ہوا۔ ہم لوگ ۱۹۵۲ء تک تھانہ بھون میں رہے۔ اس کے بعد پاکستان آنا ہوا تو سب سے پہلے ہم لاہور آئے۔ لاہور آنے کے بعد مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ کی دعوت پر جامعہ اشرفیہ آئے۔ والد صاحب نے یہاں تدریس شروع کی، جبکہ میں نے جامعہ اشرفیہ لاہور نیلا گنبد میں حفظ کرنا شروع کر دیا۔ میرے سب سے پہلے حفظ کے استاد حضرت خدا بخش رحمہ اللہ ہیں۔ ان سے میں نے سورۃ مریم تک پڑھا، پھر یہ ادارہ چونکہ مسلم ٹاون منتقل ہوگیا تھا، اس لیے میں نے دار العلوم الاسلامیہ پرانی انارکلی میں داخلہ لے

602

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا۔ وہاں میں نے قاری رونق علی رحمہ اللہ اور قاری افتخار عثمانی رحمہ اللہ ان دونوں حضرات سے قرآن پاک مکمل کیا۔ میرے حفظ کے یہ تین استاد ہیں۔ میرا حفظ ۱۹۵۸ء میں مکمل ہوا۔اس وقت میری عمر تقریباً دس سال تھی۔

س: سب سے پہلے آپ نے حفظ کیا؟

ج: ہاں جی میں نے سب سے پہلے حفظ کیا۔اس کے فوراً بعد درس نظامی میں داخلہ لے لیا اور روایت حفص پڑھنا شروع کردی۔سن ۱۹۶۳ء/۶۴ء میں، میں نے قاری عبدالعزیز شوقی رحمہ اللہ سے روایت حفص مکمل کرلی تھی۔

س: آپ کی ابتداء میں پڑھنے کی پختگی کس وجہ سے تھی؟

ج: قاری خدا بخش رحمہ اللہ ،قاری رونق علی رحمہ اللہ اور قاری افتخار علی رحمہ اللہ ان تینوں اساتذہ کے پڑھانے کا انداز بہت عمدہ تھا۔قاری افتخار علی رحمہ اللہ بہت بلند آواز سے پڑھتے تھے۔میں نے 'منشاوی' کا انداز ان سے سیکھا ہے۔ ان سے سیکھنے کی وجہ سے میرے حفظ میں پختگی عمدہ ہوگئی تھی۔ اس لیے حفظ کے بعد میں مختلف مسابقوں میں شریک ہوا جس مسابقہ میں بھی جاتا تھا، پہلی، دوسری یا تیسری پوزیشن میں سے کوئی نہ کوئی ضرور آجاتی تھی۔ یہ الحمدللہ روایت حفص کی تکمیل سے پہلے کی بات ہے۔

س: اپنے والدین کے بارے میں کچھ بتائیے؟

ج: والد محترم مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ ، جامعہ اشرفیہ میں مفتی تھے۔انہوں نے مظاہر العلوم سہارنپور سے درس نظامی کی تکمیل کی تھی۔حضرت اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے داماد تھے۔یعنی حضرت اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی سوتیلی بیٹی ان کے گھر تھیں۔مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ نے پہلے سہارنپور میں پڑھایا،اس کے بعد تھانہ بھون میں، اس کے بعد جامعہ اشرفیہ میں آکر باقاعدہ ۵۰ سال تک تدریس کی۔مسائل شریعت پر ان کی احکام القرآن کے نام سے ایک مستقل کتاب ہے۔مفتی صاحب تین دن جامعہ اشرفیہ میں اور تین دن دارالعلوم میں دیتے تھے۔ والدین میں سے دونوں اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں ۱۹۹۵/۱۹۹۶ء میں دونوں کا انتقال ہوگیا تھا۔ والدین الحمدللہ اچھے اور اعلیٰ تربیت کرنے والے تھے۔والدہ کا قرآن سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ان کا فجر کی نماز کے بعد دس پارے قرآن پڑھنے کا معمول تھا۔وہ کم از کم دس پارے مکمل کرکے ناشتہ بناتی تھی۔

س: آپ کے بہن بھائی کتنے ہیں؟

ج: ہم آٹھ بہن بھائی ہیں۔ان میں چار بھائی اور چار بہنیں ہیں۔ بڑے بھائی مولانا مشرف علی تھانوی حفظہ اللہ ہیں، جو دارالعلوم الاسلامیہ میں شیخ الحدیث ہیں اور میرے استاد بھی ہیں۔عربی اور فارسی کی ابتدائی کتابیں میں نے انہی سے پڑھی ہیں۔ جب میں کتابیں پڑھتا تھا تو اس وقت وہ دارالعلوم الاسلامیہ میں نائب مہتمم تھے۔آپ مولانا ادریس صاحب رحمہ اللہ کے داماد تھے۔علم حدیث میں ان کا خاص مقام اور انفرادیت یہ ہے کہ اس وقت سند حدیث کے اعتبار سے ان کے پاس بڑی اہم مختلف دس سندیں ہیں۔ ہم دونوں بھائیوں کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کے پاس حدیث کی سند عالی ہے اور میرے پاس قراءات کی سند عالی ہے۔

س: مولانا مشرف علی تھانوی حفظہ اللہ کے علاوہ باقی بہن بھائیوں کا کیا تعارف ہے؟

ج: مولانا مشرف علی تھانوی حفظہ اللہ سے بڑی دو بہنیں ہیں اور دو ان سے چھوٹی ہیں۔ بہن بھائیوں میں میرا چھٹا نمبر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ مجھ سے چھوٹے دو بھائی ہیں، ایک محمد میاں تھانوی حفظہ اللہ اور دوسرے ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی حفظہ اللہ۔ اس طرح سے ہم چار بھائی اور چار بہنیں ہیں۔

س: ابتدائی تعلیم کے بعد کے تعلیمی ارتقاء کے بارے میں بتایئے؟

ج: حفظ کے بعد درس نظامی کے لیے جامعہ اشرفیہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۸ء ۱۹۶۹ء میں درس نظامی سے فارغ ہوا۔

س: اپنے بڑے اساتذہ کے نام بتائیں؟

ج: ہم نے سنن ترمذی مولانا رسول خان رحمہ اللہ سے، صحیح بخاری مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ سے، طحاوی مولانا عبیداللہ حفظہ اللہ سے، صحیح مسلم مولانا عبدالرحمٰن حفظہ اللہ سے اور سنن ابوداؤد اپنے والد مرحوم سے پڑھی۔

س: کیا مولانا مفتی حسن رحمہ اللہ اس وقت موجود نہیں تھے؟

ج: مفتی حسن رحمہ اللہ میرے ابتدائی زمانے میں تھے، لیکن جب میں درس نظامی کے لیے آیا تو ان کا انتقال ہو چکا تھا۔

س: آپ کی درس نظامی کے بعد کی کیا مصروفیت رہی؟

ج: فراغت کے بعد جب میں گھر آیا تو قاری سراج الدین، جو اس وقت میرے والد کے پاس تشریف فرما تھے، نے فرمایا کہ اب آپ کو ایک چلّے کی اجازت ہے یعنی چالیس دن آرام کریں یا جماعت میں چلا گائیں جیسے آپ کی مرضی، لیکن آج ۲۵ شعبان ہے اور ۵ شوال کو آپ نے مدرسے میں پڑھانا ہے۔ میں نے یہ چالیس دن فرصت کے گزارے، اس کے بعد پھر فرصت نہیں ملی۔

س: آپ رمضان میں قرآن پاک سنایا کرتے ہیں؟

ج: قرآن پاک مسلسل رمضان میں سنانے کا معمول تھا۔

س: آپ نے سعودی عرب کی یونیورسٹی میں پڑھا ہے، وہاں کیسے جانا ہوا؟

ج: ۱۹۷۳ء کے بعد میں عمرے کے لیے گیا تو وہاں بڑا عجیب واقعہ پیش آیا۔ میرا مزاج تھا کہ قرآن پاک کی کہیں سے آواز آئے تو میں وہاں ضرور جاتا تھا۔ جمعہ پڑھ کے مجھے معلوم ہوا کہ یہاں شیخ صالح قضاۃ کی ایک مجلس ہوتی ہے، جہاں قراء تلاوت کرتے ہیں تو میں اس میں جاکے بیٹھ گیا۔ حرم میں شیخ صالح قضاۃ کا ایک کمرہ تھا، وہاں جاکے سب تلاوت کرتے تھے، میں نیا آدمی تھا تو شیخ صاحب نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ میں پاکستان سے آیا ہوں، تو انہوں نے کہا آپ تلاوت کریں، کیونکہ وہ پاکستانیوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ میں نے سورۃ طٰہٰ کی تلاوت کی تو شیخ صالح قضاۃ بہت متاثر ہوئے۔ شیخ صاحب نے پوچھا کہ حرم میں کام کرو گے؟ میں نے کہا اگر آپ شرف عطا فرمائیں تو ضرور کروں گا، انہوں نے فوراً شیخ سعد، جو کہ ان کے انچارج تھے، کو لکھا کہ "نتفق علی تعيين شيخ أحمد میاں تھانوی" یہ ورقہ آج تک میرے پاس موجود ہے۔ جب میں اپنے شاگردوں کو یہ ورقہ دکھاتا ہوں تو وہ حیران رہ جاتے ہیں۔

س: جامعہ اشرفیہ میں دورانِ تدریس آپ محافل قراءت میں شریک ہوتے تھے؟

ج: محافل میں شریک ہوتا رہا ہوں، لیکن دورہ کے زمانے میں توجہ تعلیم پر مرکوز رہی، لیکن مشق کا معاملہ ایسا تھا کہ دورہ کے زمانے میں بھی ترمذی کا سبق ختم ہوتے ہی میں مسلم ٹاؤن سے دارالعلوم الاسلامیہ میں اپنے استاذ قاری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیز شوقی رحمہ اللہ کے پاس مشق کرنے کے لیے آتا تھا۔ یہ میرا تجوید کے ساتھ جنون کی حد تک شوق تھا۔

س: قاری عبدالعزیز شوقی رحمہ اللہ کس کے شاگرد ہیں؟

ج: قاری عبدالعزیز شوکی رحمہ اللہ، قاری عبدالرحمٰن دیوبندی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

س: ڈاکٹر محمود احمد غازی حفظہ اللہ سے آپ کا کیا تعلق ہے؟

ج: ڈاکٹر محمود احمد غازی حفظہ اللہ میرے بھتیجے ہیں۔

س: پاکستان میں تجوید وقراءت کی ترویج کے حوالے سے آپ کی کیا خدمات ہیں؟

ج: جب پاکستان میں اسلامی یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا تو میں نے ڈاکٹر محمود غازی حفظہ اللہ سے کہا کہ کیا اس میں ہمارے شعبہ کی گنجائش ہوگی؟ انہوں نے کہا آپ صدر ضیاء الحق مرحوم کو لکھیں تاکہ وہ قراءات اور تجوید کو ایک شعبہ کے طور یونیورسٹی میں جگہ دیں۔ ہم نے اتحاد القراء کی طرف سے صدر پاکستان کو لکھا کہ درس نظامی کے ساتھ ساتھ شعبہ قراءات کا انتظام بھی کیا جائے، چنانچہ ہماری تجویز منظور ہوگئی اور وہاں قراءات کا شعبہ کھل گیا اور یہ اب تک قائم ہے۔ اس سے پہلے ایک بات درمیان میں رہ گئی ہے، وہ یہ کہ میں نے فراغت کے دس سال بعد ۱۹۷۸ء میں شیخ القراء قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ سے قراءات پڑھنی شروع کردی۔ اس وقت میں دارالعلوم اسلامیہ میں پڑھا رہا تھا۔ ایک بجے میں یہاں سے فارغ ہوتا تو سیدھا قاری صاحب رحمہ اللہ کے پاس رنگ محل پڑھنے چلا جاتا تھا۔ ابتداء میں قاری صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بھائی احمد میاں! آپ سے یہ نہیں ہوسکے گا بہت مشکل ہے، لیکن میں نے کہا کہ میں ان شاء اللہ اس کو پورا کروں گا، چنانچہ میں روزانہ جاتا رہا، تاآنکہ الحمدللہ میں نے شیخ القراء قاری اظہار احمد رحمہ اللہ سے پوری شاطبیہ حرفاً حرفاً پڑھ لی اور نہ صرف حرفاً حرفاً پڑھی، بلکہ ان کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ بھی نوٹ کیے۔ میں نے باقاعدہ پوری شاطبیہ کا ترجمہ لکھا۔ روزانہ میرا معمول تھا کہ جب وہ شعر کی تشریح وغیرہ کرتے تو میں پورا نوٹ کر لیا کرتا۔ ترجمہ پورا چھ جلدوں میں میرے پاس موجود ہے ۔ میرا ارادہ اس کو طبع کرنے کا تھا، لیکن شیخ القراء رحمہ اللہ کی اپنی کتاب طبع ہوکر آ گئی تو میں نے یہ ارادہ ملتوی کردیا۔

س: آپ نے کب ان سے قراءات مکمل کی؟

ج: میں ۱۹۷۹ء میں قراءت سے فارغ ہوگیا تھا۔

س: ایک سال میں آپ نے ان سے صرف شاطبیہ ہی پڑھی یا اجراء وغیرہ بھی کیا؟

ج: میں نے ان سے شاطبیہ بھی پڑھی اور اجراء بھی کیا۔

س: اجراء آپ نے کتنا پڑھا؟

ج: میں نے ان سے تقریباً سورۃ بقرہ کے ۲۰ یا ۲۵ رکوع کا اجراء کیا ہے۔

س: قاری صاحب رحمہ اللہ نے آپ کو سند بھی دی؟

ج: ان کے پاس چھپی ہوئی سند نہیں تھی، روایت حفص کی ایک سند تھی تو انہوں نے کہا میں فی الحال اس پر لکھ دیتا ہوں یہ لے لیں، بعد میں چھپوا کے دوسری دے دوں گا۔ اس کے بعد میں مدینہ چلا گیا۔

س: مدینہ یونیورسٹی کیسے گئے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج: جب یونیورسٹی نے افراد مانگے تو اس میں، میں نے قاری اظہار کا نام دیا، بلکہ خود اپنے، قاری اظہار، قاری فاروق، قاری عبدالمالک اور قاری عبدالرحمٰن کے کاغذات جمع کروائے۔ اس دوران قاری ادریس العاصم حفظہ اللہ تشریف لے آئے۔ قاری صاحب کاغذات بھیجنے کے لئے تیار نہیں تھے، لیکن ہم نے ان کے کاغذات زبردستی جمع کروائے۔ قاری صاحب کاغذات جمع کروانے کی غرض سے قطعاً اسلام آباد جانے کے لیے تیار نہیں تھے۔ میں فوراً قاری صاحب کے گھر گیا اور اماں جی سے درخواست کی کہ ان کے کاغذات دیں۔ اتفاق سے میرا اور قاری صاحب دونوں کا تقرر ہوگیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ایک دوسرے پاکستانی، انہوں نے میرا تقرر رکوا کے اپنا تقرر کروالیا۔ مجھے یونیورسٹی نے آفر کی کہ آپ سکالرشپ پہ ہمارے ساتھ رہیں۔ ایک سکالرشپ جامعہ ازہر کا تھا، ایک جامعہ اُم القریٰ کا اور ایک جامعہ اسلامیہ یونیورسٹی مدینہ منورہ کا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے قاری ادریس العاصم حفظہ اللہ کو، یہ اس وقت مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتے تھے، انہوں نے کہا کہ آپ کوشش کرکے جامعہ اسلامیہ کا سکالرشپ لے لیں۔ اگر آپ کو جامعہ اسلامیہ کا سکالرشپ مل گیا، تو یہاں آپ کو جامعہ ازہر سے اچھے استاد مل جائیں گے، جو تجوید وقراءات میں ماہر ہوں گے۔ یہ بہت اچھی بات تھی۔ ان کی اس رہنمائی کے نتیجے میں فوراً اسلام آباد گیا، جب میں اسلام آباد پہنچا تو پتہ چلا کہ میرے تمام کاغذات جامعہ ازہر کے لیے تیار ہو چکے ہیں، میں نے وہ جامعہ اسلامیہ کے لئے تبدیل کروائے۔ اس کام میں (بات چھپانے کی نہیں ہے) نواز شریف، جو میرے مقتدی ہیں، کا بڑا کردار ہے، ورنہ حکومت جو ایک دفعہ (تعلیمی) پالیسی بنا لیتی ہے تو اس کو تبدیل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، انہوں نے میری خواہش پر کہا کہ اس کو مدینہ یونیورسٹی بھجوا دیا جائے۔ ان دنوں میں GOR-1 گورنمنٹ ریذیڈنٹ، وزیراعلیٰ ہاؤس کے ساتھ جو ایریا ہے وہاں خطیب تھا، بلکہ ابھی بھی ہوں۔

س: وہاں قراءات کے کون سے اساتذہ ہیں؟

ج: قرآت کے اساتذہ میں سے حضرت شیخ محمد سیبویہ رحمہ اللہ، جو رئیس القراءات تھے، شیخ عبدالفتاح المرصفی رحمہ اللہ، یہ نائب رئیس تھے، شیخ عبدالرافع رضوان حفظہ اللہ، شیخ عبدالحکیم رحمہ اللہ، شیخ عبدالرازق رحمہ اللہ اور قاری موسیٰ۔ شیخ محمود جادو رحمہ اللہ، یہ اگرچہ ہمارے براہ راست استاد نہیں ہیں۔ ان کا تعلق اس حوالے سے ہے کہ وہاں ریڈیو ریکارڈنگ کے پروگرام دروس من القراءات میں ہم ان کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔

س: موجودہ پاکستانی قراء میں سے کون سے قرا ہیں، جو وہاں آپ کے ہم مکتب رہے؟

ج: ان میں سے قاری ادریس العاصم حفظہ اللہ ہیں، جو ہم سے سینئر تھے، قاری ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ ہیں، جو ہم سے جونیئر تھے۔ میں ان دونوں حضرات کے درمیان میں تھا۔ قاری ابراہیم حفظہ اللہ پہلے گئے ہوئے تھے، لیکن یہ پہلے ثانویہ میں داخل ہوئے تھے اور وہاں سے اوپر آئے تھے۔

س: امتیازی نمبروں میں کیا کیفیت رہی؟

ج: تجوید قرآت میں ہمیشہ امتیازی نمبر حاصل کئے، جبکہ دیگر علوم میں کمزور رہا ہوں بلکہ فیل بھی ہوا ہوں۔ اس میں شبہ کی بات نہیں ہے کہ میں نحو وصرف میں بہت کمزور تھا، عربی کی استعداد بھی زیادہ اچھی نہ تھی، لیکن تجوید وقراءات میں میرے نمبر الحمدللہ ہمیشہ اچھے رہے۔ مدینہ یونیورسٹی میں بھی شعبہ قراءات میں بھی جتنے علوم ہیں، ان میں ۹۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصد، ۹۸ فیصد اور ۹۹ فیصد نمبر میں نے حاصل کئے ہیں۔ دوسرے علوم میں صرف پاس مارکس ہی ہوتے تھے۔ میری کوشش ہوتی تھی کہ صرف پاس ہو جاؤں، فیل ہونے سے ڈرتا تھا۔" لکل فن رجال "

س: وہاں آپ کی نصابی سرگرمیاں کیا تھیں؟

ج: وہاں بھی نصابی سرگرمیاں تجوید و قراءات کے حوالے سے تھیں۔ ایک دن میں نے خلافِ ضابطہ بلند آواز میں تلاوت شروع کردی۔ اسی دوران امیر عبدالعزیز جو ذرا سخت مزاج کے تھے، وہاں سے گزر رہے تھے، انہوں نے جب اس کی وجہ پوچھی تو میں ڈرڈر کے بتارہا تھا، کہنے لگے کہ ڈرو نہیں، میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے پہلے بھی کہیں پڑھا ہے؟ تو میں نے کہا الحمدللہ پاکستان میں پڑھتا رہا ہوں، بلکہ پڑھاتا بھی رہا ہوں۔ وہاں میں نے شعبہ لغہ میں تین چار ماہ پڑھا، اس کے بعد کلیۃ القرآن میں آگیا۔ کلیۃ القرآن میں قاری ادریس عاصم ﷾ بھی موجود تھے، ان کی مشاورت سے میں نے فترہ ثانیہ سے آغاز کیا۔ جب میں فترہ ثانیہ میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس کے پانچ سو عربی کے شعر یاد کرنے ہیں۔ پھر وہاں ادبیات بھی نصاب کا حصہ تھیں، جو پاکستان میں نصاب میں شامل نہیں تھیں، اس لئے ابتداءً وہ مجھے ایک پہاڑ کی طرح محسوس ہوئیں، بہرصورت میں جنت البقیع کا ایک راؤنڈ لگا کے دوسری طرف کھیتوں میں سے ہوتے ہوئے تقریباً اڑھائی گھنٹے تک صبح فجر کے بعد یہ اشعار یاد کرتا، سات بجے، بس روانہ ہونے سے قبل میں تقریباً ۲۰ اشعار یاد کرلیتا۔ یہ بیس اشعار میرا معمول تھا، بلکہ ایک دفعہ شیخ علی عبد الرحمٰن الحذیفی ﷾ نے مجھ سے پوچھا کہ بھائی میرا دل بھی قراءات سبعہ پڑھنے کو چاہتا ہے، لیکن یہ لوگ کہتے ہیں شاطبیہ یاد کرنی پڑے گی۔ میں اس عمر میں اسے مشکل محسوس کرتا ہوں۔ میں نے کہا میری اور آپ کی عمر قریب قریب ہے، تو ہنسنے لگے اور مجھ سے پوچھا کہ تم کیسے یاد کرتے ہو؟ میں نے بتایا کہ میں اس طرح سے جنت البقیع کا چکر کاٹتا ہوں، تو ہنس کے کہنے لگے میں تو جنت البقیع کا طواف نہیں کروں گا، تم کرتے رہو۔ میں نے کہا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور امام نافع رحمہ اللہ وغیرہ یہاں مدفون ہیں، ان حضرات کی برکت میں نے پائی، ورنہ آپ یہ دیکھئے کہ ایک شخص کی عمر ۳۵ سال کے قریب ہو، اس کے چھ بچے بھی ہوں اور وہ اس عمر میں شاطبیہ یاد کرے، پھر شاطبیہ بھی ایسے یاد کرے کہ باقاعدہ پارے کی طرح سنانے کا دور کرے، تو یہ برکت کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے؟

س: آپ کی عصری تعلیم کیا ہے؟

ج: انڈر میٹرک ہوں۔ جب میں پاکستان آیا تو مجھے کہا گیا کہ آپ کے پاس دو سندیں ہیں: جامعہ اشرفیہ اور مدینہ یونیورسٹی کی، ان دونوں کو ملا کر آپ براہ راست دکتوراہ کریں، چنانچہ میں فارم تیار کرکے جب پنجاب یونیورسٹی گیا تو ڈاکٹر ظہور اظہر ﷾، جو کہ میرے استاد بھی ہیں، ان کے سامنے میں نے کاغذات رکھے۔ انہوں نے کہا گرامی قدر! یہ ڈگری اگرچہ ایم اے کے برابر ہے اور اس کی بنیاد پر دکتوراہ کرنا فائدہ مند بھی رہے گا، لیکن بہتر یہ ہے کہ آپ یونیورسٹی سے ماجستئیر کرلیں تاکہ اگر کسی وقت قانونی طور پر اس دکتوراہ کے خلاف رکاوٹ کھڑی ہو بھی جائے تو بھی آپ کی ڈگری محفوظ رہے، چنانچہ میں نے دکتوراہ کے بجائے ماجستئیر میں داخلہ لے لیا اور اسلامیات میں ماجستئیر کرلیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

س: مدینہ میں آپ کے خصوصی اُساتذہ کون تھے؟

ج: خصوصی طور میں نے شیخ عبد الفتاح المرصفی رحمہ اللہ سے ان کے گھر جا کر باقاعدہ استفادہ کیا، انہیں میں نے قراءات ثلاثہ میں پورا قرآن پاک سنایا تھا۔ اس کے علاوہ جو بھی قراءات سبعہ کے متعلق سوال ہوتے ان پر بھی گفتگو ہوتی رہتی تھی یعنی پڑھ ہم ثلاثہ رہے ہوتے تھے، لیکن ساتھ ساتھ تحریرات، شاطبیہ کے اشعار، شاطبیہ کی جزئیات اور قراءات کے تواتر وغیرہ جیسے موضوعات پر بحث ہو رہی ہوتی تھی۔

س: قراءات ثلاثہ کے علاوہ قراءات سبعہ کے کون سے آپ کے استاد ہیں؟

ج: قراءات سبعہ میں سورۃ البقرہ اور اصول شیخ عبد الحکیم رحمہ اللہ سے، جبکہ باقی سارا قرآن شیخ عبد الرافع حفظہ اللہ سے پڑھا تھا۔

س: إذاعة القرآن کے متعلق کچھ بتائیے؟

ج: ایک دن ہم لوگ مسجد میں امتحان کی تیاری کے لئے جمع تھے۔ اتفاقاً ہم نے ایک صاحب کو مائیکروفون کے ذریعے لوگوں کے انٹرویو کرتے دیکھا۔ وہ گھومتے پھرتے ہمارے پاس بھی آ گیا۔ اس نے پوچھا کہ آپ لوگ کیا پڑھتے ہیں؟ میں نے کہا کہ کلّیة القرآن کے طلبہ ہیں، قراءات پڑھتے ہیں تو اس نے کہا آپ ہمیں اس سے کچھ سنا سکتے ہیں؟ ہم نے کہا بالکل سنائیں گے، چنانچہ میں نے سورۃ الفاتحہ کا اجراء ریکارڈ کروا دیا۔ یہ پروگرام انہوں نے ریڈیو إذاعة القرآن پر جامعہ اسلامیہ کے چند لمحات کے نام سے نشر کیا۔ جب پروگرام چلا تو اذاعۃ القران والوں سے بہت اصرار ہوا کہ قراءات کا پروگرام باقاعدہ چلائیں، چنانچہ امیر کلّیة القرآن نے مجھے بلایا اور کہا کہ یہ معاملہ ہے، کیا اس کو باقاعدہ چلایا جا سکتا ہے؟ میں نے کہا کہ اگر اساتذہ تیار ہوں تو ہم لوگ پڑھنے کے لیے تیار ہیں، کیونکہ ۱۹۶۵ء سے میں پاکستان ریڈیو پر پڑھتا آ رہا تھا۔ ابتداء میں جب انتخاب کا وقت آیا تو اس میں قاری ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ، قاری ادریس عاصم حفظہ اللہ اور میں ہم تینوں تھے۔ قاری محمد ابراہیم حفظہ اللہ اور میں دونوں نوجوان شمار ہوتے تھے، چنانچہ اس پروگرام میں مرکزی ہم لوگ تھے، جبکہ بنگلہ دیش اور سعودی عرب کے دو تین طالب علم اور بھی تھے۔ پروگرام کی ترتیب یہ تھی کہ ایک استاد تین حلقات کروائے گا، اس میں پہلا اور تیسرا میں پڑھوں گا، درمیان میں کوئی طالب علم شریک ہو جائے گا، کیونکہ مسلسل ایک گھنٹہ تلاوت کرنا بہت مشکل تھا۔ ۲۰، ۲۰ منٹ کے تین حلقے ہوتے تھے تو پہلا ۲۰ منٹ کا حلقہ میں پڑھوں گا، پھر ۲۰ منٹ کا حلقہ دوسرا پڑھے گا، پھر ۲۰ منٹ کا حلقہ میں پڑھوں گا۔ اسی طرح قاری ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کا پہلا ۲۰ منٹ کا حلقہ ہوتا تھا، پھر اس کے بعد دوسرا ۲۰ منٹ کا حلقہ کوئی دوسرا پڑھتا، پھر تیسرا ۲۰ منٹ کا حلقہ قاری ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ پڑھاتے تھے۔ ہم دونوں روزانہ تقریباً ۲۰، ۲۰ یعنی چالیس منٹ پڑھتے تھے، جبکہ باقی لوگ ۲۰ منٹ پڑھتے تھے۔

س: وہاں آپ کا لباس پاکستانی تھا یا عربی؟

ج: یہی پاکستانی کرتہ اور ٹوپی، بلکہ اسی میں امام مسجد کے طور پر تقرر ہوا تھا۔ شاہ فہد مرحوم کے جامعہ میں آنے کی وجہ سے میرا تقرر ہوا تھا۔ شاہ فہد قرآن پاک کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ ان کے بارے یہ سنا گیا تھا کہ وہ غلط قرآن پاک پڑھنے پر شاید نماز میں ہی تھپڑ مار دیں۔ شیخ حذیفی حفظہ اللہ نے مجھے کہا کہ آپ مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں گے، اس لئے کہ وہ ان دو نمازوں میں سے کسی میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ یہ معلوم نہیں تھا کہ کس دن یا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس وقت آئیں گے۔ اس لیے اہتمام کے طور پر امامت میرے سپرد تھی۔ انہوں نے جامعہ میں آنا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ وہ آئے اور بغیر نماز پڑھے چلے گئے۔

س: آپ وہاں کس لہجے میں قرآن کریم پڑھتے تھے؟

ج: میں وہاں 'منشاوی' کے لہجے میں پڑھتا تھا، اس لئے ثانی منشاوی کے نام سے معروف تھا۔

س: مدینہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے وہاں رہنا کیوں پسند نہیں کیا؟

ج: یہاں والد صاحب اور بڑے بھائی کا شدید اصرار تھا کہ وہاں نہیں رہنا۔ بچے بڑے ہو گئے تھے، اس لئے اہلیہ کا تقاضا بھی تھا کہ خود دکتوراہ کرنے سے بہتر ہے کہ بچوں کو دکتوراہ کرایا جائے، حالانکہ جامعہ نے بعثت کے طور پر میرا تقرر کر دیا تھا، اس کے لیے معقول تنخواہ کی پیش کش بھی کی تھی، جو شاید چار ہزار چار سو ریال بنتی تھی، اس کے علاوہ الاؤنس بھی تھے، یعنی ٹوٹل ملا کر مجھے چھ ہزار ریال بتائے گئے۔ اس کے علاوہ تین ماہ کے اندر اندر فیملی کے ویزہ کی بھی پیشکش تھی۔ دس رمضان کو نتیجہ آیا تھا، جبکہ گیارہ بارہ رمضان کو انہوں نے آفر کر دی تھی۔ بہر صورت میں نے واپس آنے کا فیصلہ کر لیا تھا، چنانچہ جب میں سترہ رمضان کو خروج کے لئے جوازات لینے گیا، تو متعلقہ افسر کہنے لگا: أنت مجنون؟ یعنی دس تاریخ کو تمہارا نتیجہ آیا ہے، سترہ تاریخ کو تو کہتا ہے کہ میرا خروج لگا دیں۔ تو میں نے کہا کہ 'قاری مجنون' خیر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا سبب ہے؟ تو میں نے کہا کہ والدین کا اصرار ہے کہ میں پاکستان میں کام کروں۔ انہوں نے کہا بڑی حیران کن بات ہے کہ یہاں سے چھوڑ کر جا رہے ہو۔ میں نے کہا میں یہاں رہوں اور میرا دل وہاں رہے، اس سے بہتر یہ ہے میں وہاں رہوں اور میرا دل یہاں رہے۔

س: شادی کب ہوئی اس میں آپ کی پسند کا لحاظ رکھا گیا یا نہیں؟

ج: میری شادی بڑوں کی مرضی سے ہوئی، اس میں میری پسند، ناپسند کو دخل نہ تھا۔ اس خاندان کو نہ ہم نے پہلے دیکھا تھا اور نہ ان سے پہلے ملاقات ہوئی تھی۔ بہر حال عزیز تھے۔

س: شادی کس سن میں ہوئی؟

ج: سن ۱۹۷۲ء میں ہوئی۔

س: اپنی اولاد کے بارے میں بتایئے؟

ج: اس وقت الحمدللہ میرے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں اور ایک بیٹا فوت ہو چکا ہے۔ بڑے بیٹے نے ایم فل اوپن یونیورسٹی سے کیا ہے۔ ان سے چھوٹے سلمان نے درس نظامی، قراءات سبعہ وعشرہ مکمل اور بی اے کیا ہے۔ یہ آج کل جاپان میں اسلامیہ سنٹر سکول چلا رہے ہیں۔ ان سے چھوٹا محمد طیب ہے، جس کی تعلیم میری بیماری کی وجہ سے نامکمل رہ گئی تھی، لیکن اس کے باوجود اس نے قراءات عشرہ مکمل کی اور بی اے کیا ہے، جبکہ درس نظامی مکمل نہیں کر سکے۔ اس سے چھوٹا عثمان ہے۔ اس نے حفظ بھی کیا، قراءات بھی پڑھی ہے اور درس نظامی بھی مکمل کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے بی اے بھی کیا، بی اے کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے آئی ٹی کیا ہے۔ اس سے چھوٹا ابھی پڑھ رہا ہے۔ ایم آئی ٹی والے ملازمت دے رہے ہیں، لیکن ہم اسے کرنے نہیں دے رہے، اس لئے کہ اس کو بڑے بھائی کے پاس جاپان جانا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

س: قراءت کے حوالے سے جامعہ اشرفیہ میں کیا نظام ہے؟

ج: جامعہ اشرفیہ میں قاری سعید احمد حفظہ اللہ روایت حفص پڑھاتے ہیں۔ ان کو میں نے بار بار مجبور کیا کہ وہ سبعہ بھی پڑھائیں، بہرصورت سبعہ شروع کرنے کے باوجود وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

س: عام سامعین کا یہ خیال ہے کہ مصری قراء موسیقی کی آواز میں پڑھتے ہیں؟

ج: مصری قراء کے بارے میں، میں اکثر یہ کہا کرتا ہوں کہ ان سے اچھی چیز لے لو اور بری چھوڑ دو۔ میں نے بھی مصری قراء سے پڑھا، مصری قراء کی بعض چیزیں ہمارے اکابرین کے ہاں پسندیدہ نہیں ہیں، چنانچہ ہم نے وہ چیزیں نہیں لیں۔

س: ہمارے مشاہدے کے مطابق وہ عام قراء کی طرح ہی پڑھتے ہیں؟

ج: کسی کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ پڑھتے وقت فن موسیقی کو پیش نظر رکھ کر پڑھ رہا ہے۔ مصر میں فن موسیقی سکھانے والے ادارے ہیں، لیکن ان حضرات کے پڑھنے میں اس کا التزام نہیں ہوتا۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ان تمام اداروں میں جو کیسٹ تیار کئے جاتے ہیں وہ مشائخ شیخ رفعت رحمہ اللہ، شیخ مصطفی اسماعیل رحمہ اللہ وغیرہ کی تلاوتوں کو سامنے رکھ کر موسیقی پر منطبق کیے جاتے ہیں۔

س: ایسی کوئی مشکلات بتائیں، جو آپ کو مدرسہ دار العلوم میں پڑھاتے وقت پیش آئی ہوں؟

ج: درس نظامی اور قراءات کا جب ہم تقابل کرتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ درس نظامی کے اساتذہ کا مزاج سکون و خاموشی کا ہے، ان کو بالکل سکون اور یکسوئی چاہیے، جہاں کوئی شور اور ہنگامہ نہ ہو، جبکہ قرا کا مزاج شور مچانے کا ہے۔ اس پر اساتذہ کا اختلاف ہوتا تھا۔ میں ان اساتذہ کو بار بار یہ بات سمجھاتا تھا کہ دیکھئے یہ تجوید کے طلبہ ہیں، درسِ نظامی کے نہیں۔ بنیادی طور پر مدرسہ بھی تجوید کا ہے اور یہ طلبہ بھی تجوید سیکھنے آتے ہیں، میں ان کو درس نظامی پڑھانا چاہ رہا ہوں، میں درس نظامی کے طلبہ کو تجوید نہیں پڑھا رہا، لہٰذا آپ کو اس کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ ادھر تجوید کے اساتذہ کو میں یہ کہتا تھا کہ درس نظامی والے اگر نہ پڑھائیں گے تو تجوید کے طلبہ درس نظامی سے محروم ہو جائیں گے، لہٰذا ان کے ساتھ ذرا رویہ اچھا رکھو۔ اتنی دشواریاں پیش آئیں کہ مجھے بعض مرتبہ استاد نکالنا پڑے، مثلاً ہمارے ہاں ایک بڑے اچھے استاد تھے، انہوں نے طلبہ سے کہا کہ تم ہر وقت یہ روں روں کرتے رہتے ہو، کتابیں پڑھا کرو، ان کا تکرار کیا کرو۔ مجھے طلبہ نے بتایا تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ یہ قرآن کے پڑھنے کو 'روں، روں' کہہ رہے ہیں۔ ان کو بلا کے میں نے ان کا مزاج دیکھا تو وہ جوں کا توں تھا، چنانچہ میں نے ان کو فارغ کر دیا۔ مہتمم اور میرے درمیان یہ معاہدہ تھا کہ درس نظامی اور تجوید و قراءات کو ملا کر چلیں گے اور جو میں نظام چاہوں گا، بس وہی چلے گا۔

س: سبعہ اَحرف سے آپ کے ہاں کیا مراد ہے، کیا آپ اسے تعدد سمجھتے ہیں یا معین عدد؟

ج: اس موضوع پر ڈاکٹر عبد العزیز القاری حفظہ اللہ کا مقالہ ہے، جو مجلة الكلّية میں چھپ چکا ہے، اس میں انہوں نے کہا ہے کہ سبعہ احرف سے مراد سات کا مخصوص عدد ہے۔ متقدمین میں سے امام جزری رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ میں بھی اسے ہی مناسب سمجھتا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

س: علم قراءات میں سبعہ احرف سے مراد لغات ولہجات ہیں یا وجوہ مراد ہیں؟

ج: میرا موقف اس بارے میں امام جزری رحمہ اللہ والا ہے، یعنی تذکیر وتانیث، غیب وخطاب اور لہجات وغیرہ۔

س: وہ کون سا کلمہ ہے جس میں آٹھ وجوہ ہیں؟

ج: قران کریم میں صرف ایک ہی جگہ فیغر فکم بما کفرتم میں آٹھ وجوہ ہیں۔

س: ثبوت قراءات کے لئے کن تین بنیادوں کی ضرورت ہے؟

ج: ثبوت قراءات کے لیے امام ابن جزری رحمہ اللہ نے جن تین چیزوں کو بنیاد بنایا ہے، وہ بہترین ہیں یعنی اتصال سند، اس لیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بعید از قیاس ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی ایسی چیز کو منسوب کریں جو آپ نے نہ کہی ہو۔ اگر کوئی قراءات متصل بالسند صحابی تک پہنچ جاتی ہے، تو یہ قراءات کے ثبوت کے لئے کافی ہے، اگرچہ اس میں عربیت یا رسم کی موافقت بھی نہ ہو۔ اس لئے کہ بنیادی چیز اتصال سند ہے۔ باقی چیزوں کی توجیہہ کی جاسکتی ہے، یعنی رسم کی موافقت نہ ہو تو توجیہہ ہوسکتی ہے، کسی ایک وجہ کے موافق ہو جائے گی، احتمال نکال لیں گے کہ عربیت میں نہیں ہے، جیسے امام ابوعمرو رحمہ اللہ نے جواب دیا تھا کہ بدو کا کلام تو عرب میں معتبر ہے، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت معتبر نہیں ہے؟ اسی طرح ابوعمرو رحمہ اللہ پر اجتماع ساکنین کے متعلق اعتراض کیا گیا تو انہوں نے اس پر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پڑھا ہے، اس لیے اجتماع ساکنین درست ہے۔ ثبوت قراءات کے سلسلہ میں تواتر کی شرط زیادہ اہم نہیں ہے، صرف اتصال سند کافی ہے۔

س: تواتر کی دو طرح سے تعریف کی جاتی ہے، ایک تعددِ طرق یعنی تواتر اسنادی اور دوسری متعدد اخبار آحاد سے قدر مشترک کی بنا پر حاصل ہونے والا تواتر، قراءات میں تواتر سے مراد تواتر عددی ہے یا ثبوت کی قطعیت؟

ج: میں تواتر سے مراد تعدد بھی لیتا ہوں، قطعیت بھی اور اتصال سند بھی۔

س: امام جزری رحمہ اللہ نے کہا کہ بعض قراءات خبر واحد سے ثابت ہیں؟

ج: جہاں امام جزری رحمہ اللہ ان کو خبر واحد کے طور پر لے رہے ہوتے ہیں، وہاں ان کی مراد قرونِ اوّل کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

س: اگر کسی ایک طبقہ میں راوی ایک ہو جائے تو کیا وہ خبر واحد ہی رہتی ہے؟

ج: ہاں وہ خبر واحد ہی ہوتی ہے۔ اسلاف خبر واحد کو حجت مانتے ہیں، کیونکہ خبر واحد پر ہر چیز کا دارومدار ہے، حتی کہ لوگوں کی نسل کا مدار خبر واحد پر ہے اور وہ بھی مونث کی۔

س: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو کام کیا تھا، وہ رسم خط کے سلسلہ میں تھا یا قراءات کا؟

ج: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فکتبوہ علی لسان قریش کا حکم دیا تھا، یعنی رسم پر جمع کرنے کا حکم تھا۔ اصل میں لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کتابت کا علم نہیں تھا، حالانکہ انھیں اتنا علم تھا جس کا آج دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے قرآن پاک کو جس طرح بغیر حرکات، بغیر زبر، زیر، پیش کے مرتب، مدوّن اور جمع کیا، بغیر نقطوں سے لکھا تو یہ انہی کا کمال ہے۔ اس لیے جب ہم غور کرتے ہیں تو ایک حیران کن چیز سامنے آتی ہے، مثلاً أصحاب الایکہ دو جگہ لام تعریف کے ساتھ ہے اور دو جگہ بغیر لام تعریف کے، تو مجھے یہ دیکھ کر بہت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیرت ہوئی۔ بعد میں جب تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ الایکۃ بلد کے لیے بولا جاتا ہے اور ایکۃ مدینہ کے لیے۔ اندازہ کیجئے کہ ان کی سوچ اور فکر میں کس قدر وسعت تھی۔

س: اِحراقِ مصاحف کے مسئلے کیا تفصیل ہے؟

ج: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پانچ، سات یا آٹھ مصحف لکھوائے تھے۔ ان کے علاوہ وہ مصاحف، جن میں اضافی کلمات لکھے ہوئے تھے، کو جلا دیا۔ جلانے کی تفصیل روایات میں یوں ہے کہ انہوں نے مصاحف کو پہلے دھلوایا، دھلوانے کے بعد پھر ان کو جلایا بلکہ ان کا پانی اور سیاہی بھی محفوظ کی گئی۔ ایسا نہیں ہے کہ انہوں نے براہ راست مصاحف آگ میں ڈال دیئے تھے۔

س: کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساری صحیح قراءات جمع کرنے کا حکم دیا تھا؟

ج: جی ہاں! انہوں نے یہی کیا تھا۔ مصاحف کے ساتھ انہوں نے قاری بھی بھیجے تھے، جو لوگوں کو ان مصاحف کے مطابق تعلیم دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں سے مکی اور شامی قراءات وجود میں آئیں، مدینہ سے مدنی قراءات، عراق سے عراقی قراءات اور کوفہ سے کوفی قراءات نکل آئیں۔

س: مطلب یہ ہوا کہ جو سات قاری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھیجے تھے، موجودہ قراءات ان سے سامنے آئیں؟

ج: ہاں جی، انہی کے اعتبار سے سامنے آئیں۔

س: کیا آپ رسم عثمانی رضی اللہ عنہ کو توقیفی سمجھتے ہیں یا توفیقی؟

ج: یہ خیال غلط ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قرآن کریم اپنی رائے سے لکھا تھا۔ یہ رسم توقیفی ہے، صحابہ نے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ اس موضوع پر یحییٰ عبدالحی فروائی رحمہ اللہ کی بہت عمدہ کتاب ہے، جس میں انہوں نے یہی مسئلہ بہت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے۔ اگر ہم یہ راستہ کھول دیں گے کہ صحابہ نے اپنی رائے سے اس میں کمی وبیشی کی ہے تو پھر قرآن میں نسیان کی غلطی کی تصحیح کا معیار چونکہ رسم ہے، چنانچہ قرآن ضائع ہو جائیگا۔

س: کیا قرآن اور قراءات ایک ہی چیز ہے؟

ج: دراصل قرآن پاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ قرآن پاک کے اس متعدد بار نزول کا نام قراءات ہے اور اس کی وجوہ متعددہ ہی کا دوسرا نام قرآن ہے، مثلاً "ملك يوم الدين" کی دونوں وجوہ ہی قرآن ہیں۔ آپ یوں نہیں کہہ سکتے کہ یہ قراءات ہے اور یہ قرآن ہے۔ اگر آپ قرآن اور قراءات کو الگ کریں گے تو اس میں سے قرآن کس چیز کو کہیں گے؟ ان کو الگ کرنے کا جوہری فرق کیا ہوگا؟ چنانچہ تمام قراءات مل کر ایک قرآن ہے جو ان ساری وجوہ پر مشتمل ہے۔

س: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ صرف "قراءت عامہ یعنی روایت حفص" ہی باقی تھی؟

ج: قراءات عامہ کہاں سے آ گئی، کیا قراءۃ عامہ کوفہ کی قراءت کو ہونا تھا، حالانکہ قرآن تو مدینے میں اتر رہا تھا، لہٰذا قراءاۃ عامہ مدینے کی قراءۃ کو قرار دینا چاہیے۔ دراصل قراءات کی بنیاد ہی غلط ہے۔

س: ان کا کہنا ہے کہ ہر جگہ یہی پڑھی جا رہی ہے؟

ج: ان کے کہنے سے اس طرح نہیں ہوگا، آپ دیکھیں صحابہ اور تابعین کا تعامل کیا ہے؟ اور تابعین کس کو امام قرار

رشد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے رہے ہیں؟امام مالک رحمہ اللہ ، امام نافع رحمہ اللہ کوامام قرار دیتے ہیں جبکہ ان کے بالمقابل امام ابوجعفر رحمہ اللہ تابعی ہیں، گویا آپ تابعی کی قراءات کا انکار کررہے ہیں؟

س: نبی اکرم ﷺ کے دور میں کون سا حرف پڑھا جاتا تھا؟

ج: سارے حروف پڑھے جاتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانے ہی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ہشام رضی اللہ عنہ میں اختلاف ہوا ، ہشام رضی اللہ عنہ نماز میں سورۃ الفرقان پڑھ رہے تھے، ملاحظ فرمائیے سورۃ الفرقان کے احرف سبعہ کیا ہیں؟ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَاۗءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا﴾ کو اگر کوئی آدمی سِرَاجًا کو سُرُجًا سنے گا، تو وہ حیران ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحیر بھی اسی بات پر ہوا کہ ہشام رضی اللہ عنہ سراجًا کو سُرُجًا پڑھ رہا ہے۔ یہ تحیر متعدد وجوہ کی وجہ سے تھا، اس لئے کہ نہ وہاں لغت کا اختلاف ہوسکتا ہے، کیونکہ دونوں قریشی ہیں اور نہ معنی میں افہام وتفہیم کی بات ہوسکتی ہے، کیونکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے، لہٰذا تمام حروف ہی پڑھے جاتے تھے۔

س: اگر نبی کریم ﷺ اپنی نماز میں مختلف قراءات پڑھتے ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اختلاف نہ ہوتا؟

ج: نبی اکرم ﷺ سے مختلف قراءات ثابت ہیں، آپ ہی سے مٰلك يوم الدين اور مَلك يوم الدين دونوں منقول ہیں۔ ایک صحابی ایک وقت میں آپؐ سے ”مٰلك يوم الدين“ نقل کررہا ہے اور ایک صحابی ”مَلك يوم الدين“ نقل کررہا ہے۔ اسی طرح ”لتَّخذت عليه أجراً“ اور ”لتخَذْت عليه أجراً“ دونوں قراءات كنز الأعمال میں موجود ہیں۔ ایسے ہی من لَّدُنِّی عُذْرًا میں لَدْنِي عذرًا (اِشمام کے ساتھ) یہ دونوں قراءات حدیث میں موجود ہیں۔ براہ راست رسول اللہ ﷺ نے اس کو ایسے پڑھا اور لوگوں نے آپ ﷺ کے اس تکلم کو نقل کیا۔ اِدغام سے پڑھنا، اِظہار سے پڑھنا اور مد متصل میں قراءات کرنا وغیرہ، یہ سب روایات سے ثابت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلاوت کی کیفیت متعدد ہوتی تھی اور آیات کے تعدد کا اختلاف اسی پر مبنی ہے۔

س: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے متعدد وجوہ میں سنا، تو ان کو حیرانی کیوں ہوئی؟

ج: اَصل میں اُن کو سورۃ الفرقان کی اس تلاوت پر اشکال ہوا تھا، یہ متعدد وجوہ پڑھنے پر ردنہیں ہے۔

س: منکرین قراءات کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

ج: اُمت کا اِجماع ہے کہ قراءات متواتر ہیں اور متواتر قراءات کا انکاری کافر ہے، میری بھی یہی رائے ہے۔

س: قراءات کے اِسناد پر کسی مستقل کتاب کا نام بتائیں؟

ج: اِسنادقراءات پر ابھی متقدمین کی مختلف اسناد ہی ملتی ہیں۔ سعودی عرب سے الیاس برماوی کی ایک کتاب آئی ہے اور اسی طرح ایک کتاب أمطاء الفضلاء ہے، جس میں سندقراءات پر گفتگو کی گئی ہے۔

س: بعض محدثین نے بعض ائمہ کرام پر جرح کی ہے کیا وہ قرآن کی قراءات کو نقل کرنے کے قابل رہتے ہیں؟

ج: جن ائمہ پر جرح کی گئی ہے وہ بطور محدث کے ہے، یعنی حدیث نقل کرنے میں جرح ہے، نہ کہ قرآن کریم کے نقل کرنے میں بھی اسے مجروح قرار دیا جاتا ہے۔

س: جرح شخصیت پر ہوتی ہے یا علم پر؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج: اس اعتبار سے کسی نے بھی ائمہ قراءات پر جرح نہیں کی کہ انھیں کذاب کہا گیا ہو یا اس طرح کی کوئی دوسری سخت جرح۔ ان کی نقل کردہ روایت میں ضعف کی دیگر وجوہات ہوتی ہیں۔

س: قرآت کے حوالے سے آپ کے ادارے میں نصاب تعلیم کیا ہے؟

ج: نہیں، ہم درس نظامی کے ساتھ ساتھ قراءات پڑھا رہے ہیں۔ صورتِ حال یہ پیدا ہوگئی تھی کہ دو الگ الگ طبقے بن گئے تھے۔ ایک طبقہ علماء کا بن رہا تھا اور ایک قراء کا۔ اس خلیج کو کم کرنے کے لیے میں نے یہ راستہ اختیار کیا کہ درس نظامی بھی چلے اور قراءاتِ عشرہ بھی مکمل ہو، تو اس کے لیے میرے لیے ممکن نہیں تھا کہ میں بیک وقت درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ پورے قرآن کا اجراء بھی کراؤں، اگر میں طلباء پر یہ بوجھ ڈالتا تو لامحالہ وہ بھاگ جاتے، چنانچہ میں نے روایت حفص اور سبعہ کو چار چار سال میں پھیلا دیا، ثلاثہ ایک سال میں کردی۔

س: اگر کوئی طالب علم پورا قرآن پڑھنا چاہے تو کیا آپ پڑھا دیں گے، نصاب میں کتنا قرآن ہے؟

ج: اگر کوئی پورا قرآن پڑھنا چاہے تو پڑھا دیتا ہوں۔ نصاب میں ہم کم از کم سورۃ المائدۃ، سورۃ النساء تک پڑھا دیتے ہیں۔ بعض دفعہ سورۃ التوبہ تک بھی پڑھا دیا جاتا ہے، ایک جماعت نے سورۃ توبہ تک پڑھا بھی ہے۔ میں آج ہی ریکارڈ چیک کر رہا تھا تو الحمدللہ دارالعلوم سے ۵۰۰ کے قریب طلباء سبعہ پڑھ چکے ہیں اور ثلاثہ پڑھنے والوں کی تعداد ۳۵۰ کے قریب ہے اور روایت حفص میں ۱۵۰۰ کے قریب طلبہ فارغ ہو چکے ہیں۔

س: آپ نے کن ملکوں کا دورہ کیا ہے؟

ج: میں دو دفعہ لیبیا اور دو دفعہ مصر گیا ہوں اسی طرح دبئ میں، وہاں میں نے مسابقے کی منصفی Judgement کی، اسی طرح دو دفعہ سعودی عرب میں بھی مسابقے کی منصفی Judgement کی۔ دو مرتبہ ملائیشیا گیا ہوں، فرانس گیا ہوں، جاپان گیا ہوں۔ جاپان کا دورہ اس اعتبار سے بالکل عجیب دورہ تھا کہ وہاں میں نے معهد اللغة العربية میں علوم القرآن پر اڑھائی گھنٹے خطاب کیا، اس کے بعد دو، اڑھائی گھنٹے کی سوالات کی نشست ہوئی۔ یہ میری زندگی کا پہلا موقع تھا کہ عربی میں اتنے طویل دورانیہ کا خطاب کیا۔ اس سے پہلے عربی میں براہ راست خطاب کا موقع نہیں ملا تھا۔

س: قراءات کو آپ کے خیال میں کیسے زیادہ سے زیادہ پھیلایا جاسکتا ہے؟

ج: عملی طور پر میں نے اس کے لیے جو تجربہ کیا ہے وہ محافل قراءات کا ہے۔ اصل میں انسانی فطرت اور طبیعت کا تقاضا ہے کہ جیسے ہی اس کو بھوک لگتی ہے وہ کھاتا ہے۔ جس طرح بھوک انسانی فطرت ہے اسی طرح سماع بھی انسانی فطرت ہے۔ اس سماع کو آپ اگر قرآن کی طرف متوجہ کردیں یعنی قرآن سننے پر لوگوں کو لگادیں تو وہ دوسرے سماع سے بچ جائیں گے۔

اب میں سمجھتا ہوں کہ شیخ سدیس حفظہ اللہ کی کیسٹس اور سی ڈیز چلنا انہی محافل کا نتیجہ ہے۔ کبھی ہم نے تصور کیا تھا کہ مستقبل میں شیخ سدیس کی آدھا گھنٹہ ٹی وی پر مسلسل تلاوت ہوگی؟ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ قراءت کے پھیلاؤ کے لئے محافل قراءات کو عام کرنا ہوگا۔

——————*

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ